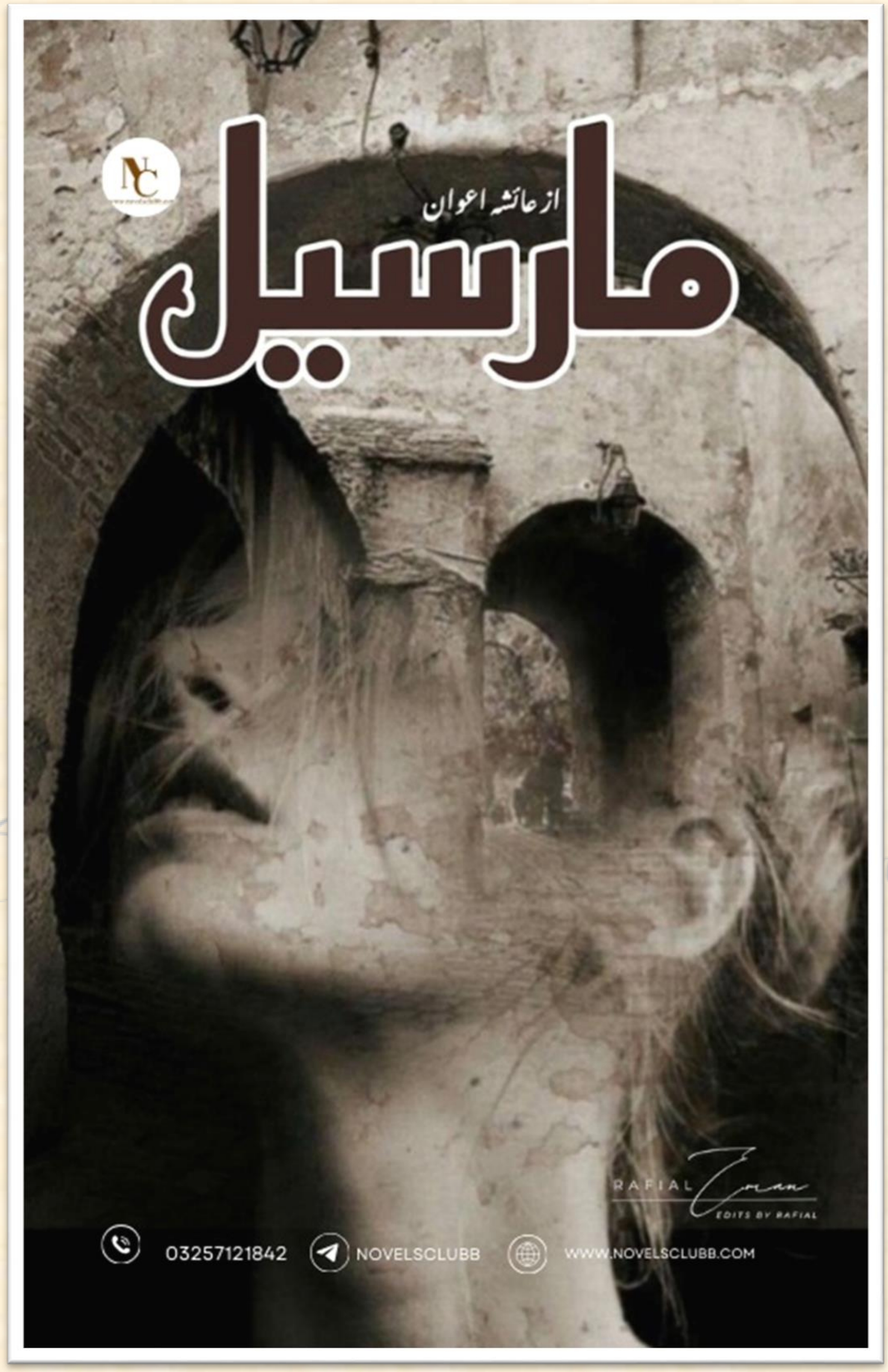
از عائشہ اعوان
مارسیل
RAFIAL
EDITS BY RAFIAL
03257121842
NOVELSCLUBB
WWW.NOVELSCLUBB.COM

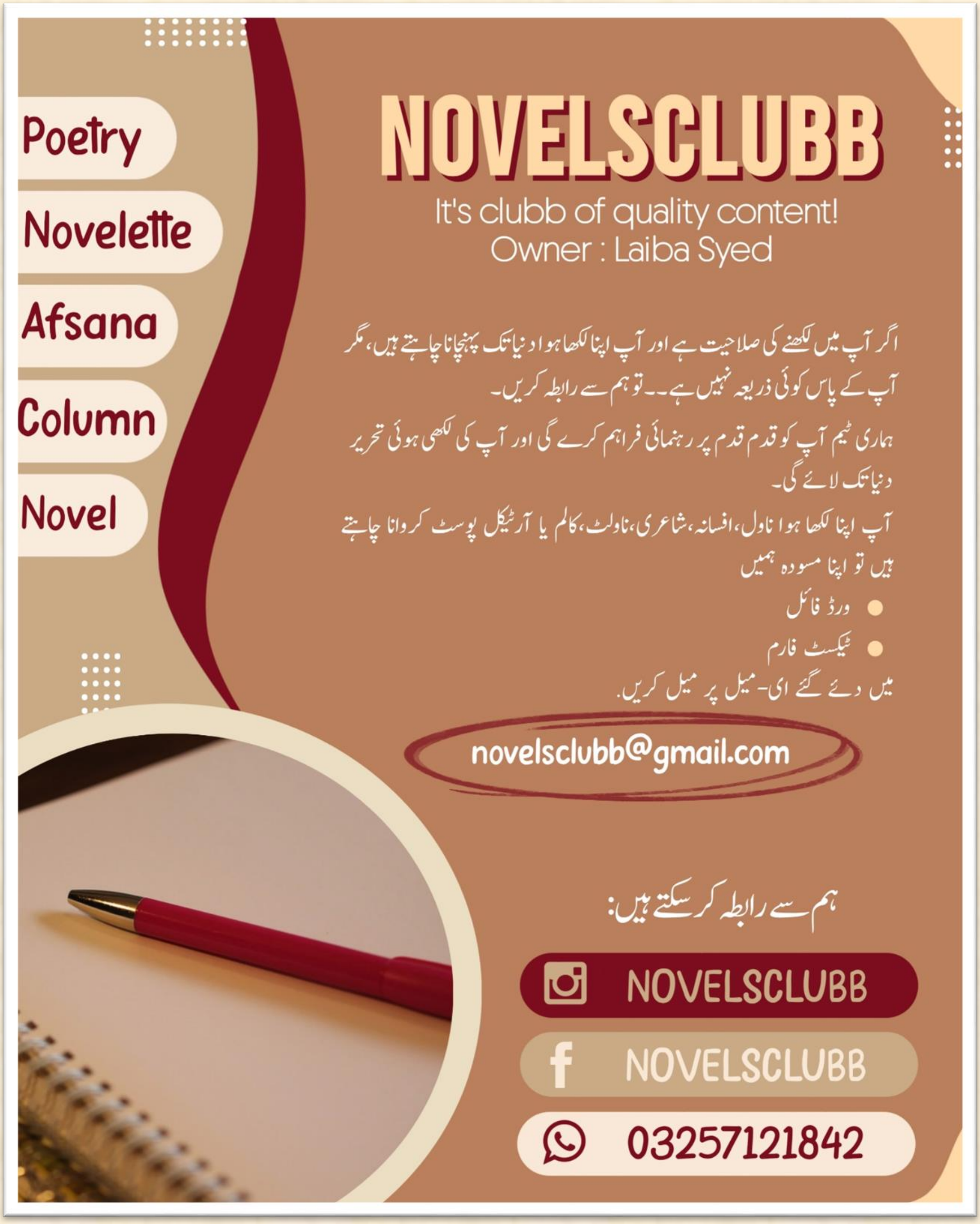
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

مارسیل

از قلم

عائشہ اعوان

Clubb of Quality Content

ناول "مارسیل" کے تمام جملہ حق لکھاری "عائشہ اعوان" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

پیش منظر

میرا نام عائشہ اعوان ہے، میں نے اپنے لکھنے کا سفر 2024 میں ناول جانِ حسن سے شروع کیا۔مارسیل میری دوسری بے حد خاص تحریر ہے۔روح میں اتر جانے والی، میں نے "مارسیل" کو اپنی تحریر کے طور پر آپ تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔یہ ناول فرانس کے شہر مارسیل پر بنایا گیا ہے، جہاں ظلم وزیادتی، گناہ،اور جبر عام تھا۔اس ناول کا مقصد صرف ایک داستان سنانا نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعے انسان کے اندر کے جذبات،اس کی نفسیات اور اس کے ایمان کا ایک گہرا تجزیہ پیش کرنا ہے۔"مارسیل" کی کہانی دُرِ فاحا قریشی اور حیان سکندر کے گرد گھومتی ہے۔حیان سکندر جو اپنی زندگی میں انتقام اور نفرت کے بادلوں میں گھرا ہوا تھا،اپنی غلطیوں کا احساس کرتے ہوئے اپنے رب کی طرف واپس لوٹنے کی جدوجہد کرتا ہے۔دوسری طرف نائمہ سکندر کی ثابت قدمی، صبر اور ایمان کی پختگی ایک مثال بن کر سامنے آتی ہے۔اس ناول میں آپ کو زندگی کے حقیقتوں کے ساتھ ساتھ صبر ،انتقام،اور خدا پر بھروسہ کرنے کے درس ملیں گے۔میں امید کرتی ہوں کہ یہ کہانی آپ کو نہ صرف تفریح فراہم کرے گی بلکہ آپ کے دل میں ایک نیا جذبہ اور سوچ پیدا کرے گی۔

آخر میں اس ہستی کا ذکر کروں گی جو میرے دل کے بے حد قریب ہے۔وہ انسان جس نے میری لکھائی کو مزید بہتر بنانے میں میرا بھرپور ساتھ دیا۔اس سفر میں میری مدد کرنے والی ""میمونہ مسکان"" کا میں دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں، جنہوں نے نہ صرف میری رہنمائی کی بلکہ میری محنت کی قدر بھی کی۔میرے الفاظوں کو سراہا اور مجھے مزید اچھا لکھنے اور آپ سب تک اپنی تحریر کو پہنچانے میں ہمت دلائی۔۔

میری گزارش ہے ان تمام ریڈرز سے جو میرے اس ناول کو پڑھیں گے۔اگر آپ کو یہ ناول یا اس میں دیے گئے سبق میں سے کوئی ایک حصہ بھی پسند آتا ہے تو اسے دوسروں کے ساتھ شئیر ضرور کیجیۓ گا۔ساتھ ہی اپنے قیمتی الفاظوں سے میری حوصلہ افزائی کیجیۓ گا تا کے میں مزید اچھا لکھ کر آپ سب تک پہنچاتی رہوں۔

شکریہ۔۔۔!!

☆عائشہ اعوان۔

ناول

قسط نمبر ۲

وہ دونوں پورے گھر میں قہقہے لگاتے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے، جیسے کوئی معصوم کھیل ہو جو وقت کی قید سے آزاد ہو۔

"ہاہاہا! پکڑ لیا "! زیان نے شرارت سے ہنستے ہوئے فاحا کو کچن کے قریب جا لیا۔ ایک لمحے میں اس کے بازو فاحا کے نازک وجود کے گرد حصار بنا چکے تھے، وہ پشت کے بل اس کے سینے سے جا لگی۔ زیان کی گرفت مضبوط تھی، جیسے وہ اسے خود سے جدا ہی نہ ہونے دینا چاہتا ہو۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

فضیلت بیگم کچن سے باہر آتے ہی غصے سے برسیں۔ان کا چہرہ سختی کی عکاسی کر رہا تھا، جس پر غصے کے آثار نمایاں تھے۔ان کی تیز نظریں لمحے بھر میں ہی فاحا اور زیان پر جمی تھیں۔فاحا سہم کر فوراً زیان سے الگ ہوتی نظریں جھکا کر ایک طرف کھڑی ہو گئی۔

"یونیورسٹی سے آتے ہی ماں باپ کو سلام کرنے کے بجائے ان فضولیات میں لگ گئے ہو؟"

زیان نے خفگی سے ماں کو دیکھا، آنکھوں میں بے زاری تھی۔" ماں باپ کو تو ہر دن سلام کرتا ہوں، مگر ماں باپ نے یہ خبر تک نہ دی کہ فاحا آج پاکستان سے واپس آ رہی ہے؟"

فضیلت بیگم دانت پیستے ہوئے طنزیہ بولیں،" ہاں بھئی، فاحا نہ ہوئی کوئی بہت بڑی ہستی ہو گئی کہ ہم پورے فرانس میں اعلان کرواتے"!

فاحا نے شرمندگی سے سر جھکاتے، نچلا لب دانتوں میں دبایا۔

زیان نے ماں کی طرف نظریں اٹھائیں، نگاہوں میں ایک بے نام سا شکوہ تھا۔" آپ کیا جانیں، میرے لیے فاحا کتنی بڑی ہستی ہے۔"

یہ کہتے ہی اس نے فاحا کا نازک ہاتھ تھاما اور پلٹ کر جانے لگا۔

"کپڑے بدل کر کھانا کھاؤ پہلے "! فضیلت بیگم کی آواز پیچھے سے آئی۔

"میں فاحا کے ساتھ ہی کھالوں گا، میرے کمرے میں بھجوا دیں۔" فاحا کو ساتھ لے جاتے سرسری سے لہجے میں ہانک لگائی۔

Clubb of Quality Content

.______________________________.

مارسیل کی پر شکوہ عمارتوں کے بیچ ایک داستان کا آغاز ہوتا ہے، جہاں سنگی دیواروں میں بند کہانیاں کسی خواب جیسی معلوم ہوتی ہیں۔مارسیل کی حیرت انگیز بناوٹ دیکھنے والے کو ایک الگ ہی دنیا میں لے جاتی ہے۔انہی بلند و بالا عمارتوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ۔۔۔ایک حسین نفوس جم روم میں موجود ٹریڈ مل پر بھاگ رہا ہے۔۔

نادل کلب
Clubb of Quality Content!

اس کا پورا وجود پسینے میں بھیگ چکا تھا۔بلیک پینٹ اور بلیک بنین میں ملبوس،اس کے مضبوط بازوؤں کی کسرتی ساخت نمایاں تھی،جو اس کے پر وقار وجود میں ایک عجیب سی کشش بھر رہی تھی۔اس کے دائیں بازو پر بھیڑیے کا ٹیٹو گہری سیاہی میں ابھرا ہوا تھا،جیسے اس کے وجود کا حصہ ہو۔ کلائی پر موجود سیاہ بینڈ،جس پر سنہری الفاظ میں "DR" کندہ تھا،اس کی نیلی نسوں پر جچ رہا تھا۔ایکوا بلیو آنکھیں،کھڑی ستون جیسی ناک پر جمی سختی، بھینچے ہوئے

لب ،اور دائیں گال پر کان کے قریب لگا کٹ کا نشان۔۔یہ سب کچھ اس کے چہرے کی سختی کو مزید واضح کر رہے تھے۔کالی ہلکی بیرڈ پر ہلکی مونچھیں اس کے وجیہہ چہرے پر بہت جچ رہی تھی۔۔ابھی وہ مغرور شہزادہ اپنی دنیا میں محو تھا کہ اچانک اس کا فون بجا۔

گارڈ نے فوراً آگے بڑھ کر سیل فون اس کے سامنے کیا۔

ٹریڈمل بند کرتے ہی، اس نے گارڈ کے ہاتھ سے ٹاول لیا اور اپنا چہرہ اور گردن پونچھتے ہوئے آہستہ قدموں سے جم روم میں پڑے صوفے کی طرف بڑھا۔ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر،اس نے فون کان سے لگایا۔

"Hmm... dire...??"

(ہمم۔۔ کہو؟)

"Hmmm. Exact. Le travail doit être fait à l'heure convenue. Sinon, vous savez très bien quoi faire ensuite."

(ہمم، ٹھیک ہے۔کام طے شدہ وقت تک مکمل ہو جانا چاہیے، ورنہ آگے کیا کرنا ہے، تم خوب جانتے ہو۔)

ناول کلب
Clubb of Quality Content

اس کے الفاظ میں ٹھہراؤ اور سختی تھی۔مقابل نے کچھ اور کہا، جس پر اس نے مختصر جواب دیتے ہوئے فون گارڈ کی طرف بڑھادیا۔پھر وہ سنجیدگی سے چلتا ہوا جم روم سے باہر نکلا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔

وہ فریش ہو کر باہر آیا تو گیلے بال اس کے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ وہ آئینے کے سامنے آ کھڑا ہوا، سفید شرٹ کے کف کہنیوں تک فولڈ کرتے ہوئے اپنے کالر کو درست کیا۔ اپنے گیلے بالوں کو اچھے سے سٹائل کرتے پرفیوم خود پر چھڑک کر اپنا خوبصورت عکس آئینے میں دیکھا۔۔

اس کی ایکوا بلیو آنکھوں میں جوانی اور جذبے کی ایک خاص چمک تھی۔۔ دنیا کو زیر کر لینے کی چمک، اپنا آپ منوا لینے کی چمک!

آخری بار اپنا عکس آئینے میں دیکھتے وہ تیار ہو کر جب کمرے سے باہر نکلا تو وہی گارڈ اس کے انتظار میں سر جھکائے کھڑا تھا۔۔ وہ اپنی مخصوص زبان فرانسیسی میں ان سے کچھ کہتا چلتا ہوا اپنے محل جیسے مینشن سے باہر نکلا۔۔ گارڈ بھی سر جھکائے اس کے پیچھے پیچھے ہی چل رہے تھے۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گھر کے پورچ میں اس کی گاڑی تیار کھڑی تھی۔بگاٹی

(la voiture noire bugtti)

میں بیٹھتے وہ ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کر چکا تھا۔۔ڈرائیور نے سر کو خم دیتے گاڑی سٹارٹ کی اور اگلے ہی لمحے اس کی گاڑی مارسیل شہر کی سڑکوں پر تیزی سے دوڑ رہی تھی۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

زیان کرسی پر الٹے انداز میں بیٹھا، کرسی کے گرد بازو لپیٹے، تھوڑی کرسی کی پشت پر جمائے، سامنے بیڈ پر بیٹھی فاحا کو غور سے دیکھ رہا تھا۔اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"ویسے، وہ تمہارا ناول کہاں تک پہنچا؟ مصروفیت کی وجہ سے میں تو آگے پڑھ ہی نہیں پایا۔ "زیان نے دلچسپی سے پوچھا۔

فاحا نے پلکیں جھپکائیں، جیسے کسی خیال میں کھو گئی ہو۔ پھر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی، " امم۔۔میں خود بھی نہیں لکھ پائی۔ کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا، اوپر سے فرانس آنے کی ایکسائٹمنٹ الگ ہی تھی۔ بس اسی چکر میں وقت ہی نہیں ملا۔"

زیان کچھ اور کہنے ہی والا تھا کہ اچانک نورا کھانے کا ٹرے لیے کمرے میں داخل ہوئی۔ نورا کو دیکھتے ہی فاحا کے لبوں پر ایک گہری مسکراہٹ پھیل گئی، جبکہ نورا نے بھی چمکتی آنکھوں سے مسکراتے ہوئے ٹرے فاحا کی طرف بڑھایا۔

"یہ لیں آپی، آپ کے اور بھیا کے لیے کھانا۔ "وہ محبت سے بولی۔

فاحا نے نرمی سے کہا، " آؤ نورا، تم بھی ہمارے ساتھ کھاؤ۔"

نورا نے جلدی سے سر ہلایا، " نہیں آپی، میں اپنا کھانا کھا چکی ہوں، یہ آپ کے اور بھیا کے لیے ہے۔"

زیان نے دستر خوان کھولا ہی تھا کہ اس کی نظر اس میں پڑی واحد روٹی پر جا ٹکی۔ بھنویں سکیڑتے ہوئے نورا کو دیکھا، " پر اس میں ایک روٹی ہے نورا؟"

یک دم ہی نورا کے چہرے پر پریشانی لہرائی، " ایک؟ مگر میں نے تو دو رکھی تھیں"!

اس سے پہلے کہ نورا کچھ اور کہتی، دروازے سے پلوشہ کی چبھتی ہوئی آواز ابھری، " وہ روٹی میری تھی، سو میں نے لے لی۔ ویسے بھی امی نے سب کے لیے ایک ایک روٹی ہی بنائی تھی۔"

پلوشہ کی طنزیہ مسکراہٹ سید ھافافاحا کی طرف تھی، مگر فافاحا نے گردن موڑ کر اسے دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کی۔ بس نظریں جھکا کر انگلیاں کھرچنے لگی۔ اس لمحے اسے اپنا آپ وہاں بالکل مس فٹ محسوس ہوا۔ دل میں عجیب سی بے چینی سر اٹھانے لگی، گھبرائی ہوئی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی، " مم۔۔مجھے چلنا چاہیے، میں اپنا بہت سا کام اوپر چھوڑ آئی ہوں۔ پھر شام میں ملیں گے۔"

ابھی وہ دروازے کی طرف بڑھ ہی رہی تھی کہ زیان نے یکدم اس کا نرم و نازک ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں تھام لیا۔

Clubb of Quality Content

"رکو، فاحا۔پہلے کھانا کھالو۔"

"پپ۔۔۔ "وہ بوکھلا کر رک گئی۔

"کھانا۔۔۔"!! زیان نے آنکھوں ہی آنکھوں میں سختی سے باور کرواتے اسے بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

فاحا اپنی ساری مزاحمتوں کے دم توڑتی خاموشی سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔

نورا جلدی سے بولی،" مم۔۔میں اور روٹی بنا کر لاتی ہوں، بھائی۔"

زیان نے نرمی سے کہا،" کوئی ضرورت نہیں، بچے۔ ہم ایڈجسٹ کر لیں گے۔ تم جا کر آرام کرو۔"

نورا نے افسردگی سے سر ہلایا اور خاموشی سے کمرے سے نکل گئ۔

"ز۔۔زیان ت۔۔تم یونیورسٹی سے آئے ہو نہ۔۔اس لیے تمہیں بھوک۔۔لگی۔۔ہو گی۔۔تم کھانا۔۔کھالو اور رر۔۔"وہ نظریں جھکائے رک رک کر اپنے الفاظ ادا کر رہی تھی جب زیان نوالہ بنا کر نرمی سے فاحا کے منہ میں ڈال گیا۔

فاحا جو اپنی ہی دھن میں بولے جا رہی تھی اب بھرے ہوئے منہ سمیت اپنی کانچ جیسی خوبصورت آنکھوں سے زیان کے چہرے کو حیرت سے دیکھنے لگی۔۔جبکہ زیان محبت بھری نظروں سے دھیما سا مسکرا کر فاحا کے معصوم حسین چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔

Clubb of Quality Content

"کھاؤ، شاباش۔ باقی باتیں بعد میں کریں گے۔ "زیان کے لہجے میں نرمی اور محبت گھلی ہوئی تھی۔

زیان نے دوسرا نوالہ بھی فاحا کے منہ کی جانب بڑھایا، جب فاحا فوراً سے اپنا چہرہ تھوڑا سا پیچھے کرتی گھبرا کر بولی۔"مم۔۔میں خود کھالوں گی۔"

"نہیں میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہی کھلاؤں گا۔۔"زیان نے زبردستی نے نوالہ فاحا کے منہ میں ڈالا۔

"تمہیں یاد ہے؟ میں بچپن میں بھی تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہی کھلایا کرتا تھا۔ "وہ مدھم آواز میں بولا، جیسے کسی پرانی یاد میں کھو گیا ہو۔

فاحا کا دل زور سے دھڑکا۔زیان کی بات سنتے ہی ایک سائے نے اس کے ذہن کے پردے پر دستک دی۔ایک ایسا سایہ جو برسوں پرانی یادوں میں دفن ہو چکا تھا، مگر آج پھر سے کسی دھند کی طرح ابھرا تھا۔اس یاد کا جھٹکا اتنا شدید تھا کہ نوالہ حلق میں اٹک گیا،اور وہ زور سے کھانسنے لگی۔

"کک۔۔کیا ہوا، فاحا؟"زیان فوراپریشانی سے فاحا کی پیٹھ تھپتھپاتا پانی کا گلاس بھر کر فاحا کے لبوں سے لگا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فاحا کی آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا۔کسی طرح گلاس تھام کر دو گھونٹ لیے اور سر جھکا کر مدھم آواز میں بولی،" م۔۔میں ٹھیک ہوں۔"

زیان نے گہری سانس لی اور خفگی سے بولا،" کیا میرا تمہیں کھانا کھلانا اتنی بری یادوں میں شامل تھا کہ سنتے ہی کھانسی شروع ہو گئی؟"

فاحا نے بے بسی سے پلکیں جھپکائیں، مگر جواب نہ دیا۔کچھ دیر خاموشی چھائی رہی، پھر وہ جلدی سے ایکسکیوز کرتی اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔زیان خاموشی سے بیٹھا اسے جاتا دیکھتا رہا۔ مگر اسے تسلی تھی، کیونکہ آدھی سے زیادہ روٹی وہ فاحا کو اپنے ہاتھوں سے کھلا چکا تھا۔

.___________________________.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چھوٹے سے سٹور روم کو فاحا نے انتہائی سلیقے سے سجادیا تھا، مگر روشنی اب بھی مدھم تھی۔ کمرے میں لگے پرانے زرد بلب کی روشنی اتنی کمزور تھی کہ جیسے اندھیرے کے سامنے گھٹنے ٹیک چکی ہو۔ فاحا کے پاس کچھ سجاوٹی لائٹس اور تھوڑا بہت ڈیکوریشن کا سامان تھا، جسے بڑی مہارت سے اس نے استعمال کیا تھا۔سب کچھ نہایت خوبصورتی سے ترتیب دیا، بغیر فضیلت

بیگم کا کوئی سامان چھیڑے۔ یہ کمرہ جس میں اسے رہائش دی گئی تھی، گھر کے سب سے اوپری حصے میں ایک مثلثی شکل کا تھا، شاید کبھی اسٹور روم کے طور پر استعمال ہوتا ہوگا۔

وہ حسین لڑکی کھڑکی کی سل پر بیٹھی تھی، اس کی کانچ جیسی سرمئی آنکھیں چاند پر جمی ہوئی تھیں۔ رات کے خاموش سائے اس کے اندر کی اداسی میں اور اضافہ کر رہے تھے۔
آنکھوں میں ہلکی نمی تیر رہی تھی، جیسے اندر کی ویرانی کو عیاں کر رہی ہو۔ مگر پھر اچانک، اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی ابھری، جیسے امید کی کوئی کرن اندر جاگ اٹھی ہو۔ وہ لمحہ بھر کے لیے مسکرائی، اور پھر اس کے چہرے کے زاویے دھیرے دھیرے بدلنے لگے۔

Clubb of Quality Content

.________________.

خستہ حال شیشے کے سامنے کھڑا وہ حسین لڑکا، جس کے بال ابھی تک نمی سے بھیگے ہوئے تھے، اپنی انگلیوں کی مدد سے انہیں پیچھے کی جانب سوار رہا تھا۔ ایک نظر اس نے بستر پر ڈالی

جہاں وہ ننھی سی گڑیا بے خبر نیند کی وادیوں میں کھوئی ہوئی تھی۔اس کا معصوم چہرہ دنیا بھر کی بے خبری اور معصومیت سمیٹے ہوئے تھا۔وہ گہری سانس لیتے ہوئے قدم بہ قدم اس کے قریب آیا۔

"دُرے۔۔۔!!دُرے۔۔۔اٹھ جاؤ۔۔۔ "!!حنیٰ فاحا کے قریب بیٹھااور سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا، مگر کوئی جواب نہ ملا۔

"دُرے۔۔"!!

فاحا نے نیند میں بے اختیار چھوٹی سی ناک چڑھائی اور کروٹ بدل لی۔حنیٰ نے نرمی سے لب بھینچے، مگر اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔اس نے سنجیدگی سے گھورتے ہوئے اسے پھر پکارا۔

"ڈُرے۔۔۔تم اٹھ رہی ہو یا میں تم پر پانی پھینکوں؟"

مگر اگلے ہی لمحے، جب وہ اٹھنے لگا تھا، فاحا کی نیند میں بڑبڑانے والی معصوم آواز نے اس کے قدم جکڑ لیے۔

"مَ۔۔۔مما۔۔۔"

حنٰی کے سانسوں کی رفتار ایک پل کو تھم سی گئی۔اس نے بے اختیار پلٹ کر دیکھا، اور اس کے چہرے پر الجھن کا ایک سایہ لہرا گیا۔

فاحا کا معصوم چہرہ خوف کی ہلکی سی لکیر سے زرد پڑ چکا تھا۔شبنم کی ننھی بوندیں اس کی پلکوں پر چمک رہی تھیں۔

"دُرے۔۔۔"

حنٰی نے نرمی سے فاحا کے دونوں مومی بازو تھام کر اسے سیدھا بٹھایا۔فاحا نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولیں، اور سامنے بیٹھے حنٰی کی طرف نیند بھری نظروں سے دیکھا۔

"دُرے۔۔ صبح ہو گئی ہے۔"

فاحا نے اپنی چھوٹی چھوٹی مٹھیوں سے آنکھیں ملتے ہوئے مقابل کو دیکھا۔

"مم۔۔۔ مما۔۔۔ "یہی الفاظ دوبارہ اس کے لبوں سے نکلے،تو حنٰی نے بے چینی سے تھوک نگلااور نظریں ادھر اُدھر دوڑائیں۔

"ڈرے۔۔اٹھ کر منہ ہاتھ دھولو، میں ناشتہ لاتا ہوں۔"

"مم۔۔مما پاس جانا ہے۔۔۔ "اس کے بھیگی ہوئی آواز میں کہے گئے ان چند الفاظ نے حسنٰی کو خاموش کر دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔تم ناشتہ کرلو، پھر ہم چلیں گے۔"

فاحا نے آنکھیں رگڑتے ہوئے دھیرے سے سر ہلایا۔پھر اگلے ہی لمحے وہ کھڑی ہوئی اور اپنے ننھے ننھے ہاتھوں کو اوپر اٹھا کر معصومیت بھری نظروں سے حسنٰی کو دیکھنے لگی۔

حسنٰی جو اٹھ کر جانے والا تھا، رک کر نیچے جھکا اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا؟"

ننھی فاحا نے اپنے چھوٹے چھوٹے قدم آگے بڑھائے اور مزید قریب آگئی۔اس کے ننھے بازو اب بھی اوپر اٹھے ہوئے تھے،اور وہ اپنی کانچ جیسی سرمئی آنکھوں سے معصومیت سے حسنیٰ کو تک رہی تھی۔حسنیٰ نے گہری سانس لی،اور جھک کر ایک بار پھر اس نازک گڑیا کو اپنی بانہوں میں بھرتے باتھروم کارخ کیا۔

Clubb of Quality Content

"فریش ہو کر باہر آؤ۔۔۔"

حسنیٰ نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے اسے باتھ روم کے خستہ دروازے کے قریب چھوڑا،اور دروازہ بند کیا۔

"ح۔۔حنیٰ۔۔۔"فاحا نے سہمی ہوئی آواز میں دروازہ تھاما، جیسے کوئی ڈر اسے اپنی گرفت میں لے رہا ہو۔

"کیا ہوا، دُرے؟"

"نن۔۔نہیں جائیں نہ۔۔۔"

باتھ روم سے باہر نکلتے ہی اس نے فوراً حنیٰ کے ٹراؤزر کو ننھے ہاتھوں میں جکڑ لیا۔

"دُرے۔۔۔تم فریش ہو جاؤ۔"

"آپ یہیں رہیں نہ۔۔۔"

حنیٰ الجھن سے اسے دیکھنے لگا، پھر جلدی سے رخ پھیر کر سوچنے لگا۔ آخر وہ وہاں کیسے رک سکتا تھا؟

"ا۔۔اچھا۔۔۔ ٹھیک ہے۔ "حنیٰ کے چہرے پر گھبرائی ہوئی سی مسکراہٹ ابھری، پھر وہ باتھ روم میں داخل ہوا اور رخ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔ دل و دماغ میں ایک عجیب کشمکش چل رہی تھی۔

نادر کلب
Clubb of Quality Content!

فری ہو کر فاحا نے جلدی جلدی اپنے ہاتھ دھوئے، چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے اور پھر، دوبارہ حنیٰ کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔ حنیٰ نے پلٹ کر اسے دیکھا، اس حسین لڑکے کے چہرے کی رنگت سرخی مائل ہو چکی تھی۔۔

حنیٰ کو دیکھتے فاحا نے پھر اپنے بازو اوپر کو اٹھائے۔جب حنیٰ نے جھکتے ایک بار پھر اس سرمئی آنکھوں والی گڑیا کو اپنی گود میں اٹھایا اور باتھروم سے باہر نکلا۔۔

ناشتے میں پھر سے نوڈلز کھانے کے بعد، حنیٰ فاحا کو ساتھ لیے اس کے گھر کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔۔۔

فاحا کے گھر کے باہر لوگوں کا جمِ غفیر تھا، پولیس اور تماشائی سبھی وہاں موجود تھے۔ہر طرف بے چینی اور افسوس کی فضا قائم تھی۔حنیٰ نے کیپ سے اپنا چہرہ ڈھانپ رکھا تھا، جبکہ فاحا کے معصوم چہرے پر ایک چھوٹا سا ماسک تھا،اور اس کے سر پر بندھا ہلکا سا رمال اسے کسی حد تک ڈھانپے ہوئے تھا۔وہ دونوں ایک طرف کھڑے حالات کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"سنیں بھائی صاحب، یہاں کیا ہو رہا ہے؟ "حنیٰ نے ایک شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

وہ شخص آہ بھرتے ہوئے افسوس سے بولا،" اس چھوٹے سے خاندان کو راتوں رات بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ پورا گھر اجاڑ دیا گیا، ہنستے بستے آنگن کو ویرانی میں بدل دیا گیا۔خدا جانے کس نے اپنی دشمنی کا بدلہ لیا ہے۔۔۔"اس نے سر افسوس سے جھٹک کر دوبارہ تماشائیوں میں شامل ہو کر منظر دیکھنا شروع کر دیا۔

حنیٰ نے تیزی سے اپنے ساتھ چمٹی فاحا کی طرف دیکھا۔وہ سہمی ہوئی، گود میں دبکی، معصوم سی جان، جیسے کسی پناہ کی تلاش میں تھی۔پولیس گھر سے لاشیں نکال رہی تھی،وہی گھر جہاں درندوں نے فاحا کے والدین اور بھائی کو بے کفن دفن کر دیا تھا۔

"ماما۔۔بابا۔ "فاحا کی نظر اپنے ماں باپ کے خون آلود کپڑوں پر پڑی تو وہ تڑپ کر چلاتی حنیٰ کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔

"ششش۔۔۔چپ ڈُر۔۔۔آواز مت کرو۔۔ورنہ وہ تمہیں بھی لے جائیں گے۔۔"! حنیٰ نے فوراً اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کی آواز کو دبایا اور مزید مضبوطی سے اپنی گود میں جکڑ لیا۔

مم۔۔ماما۔۔میرے ماما بابا۔۔ہچکی بھرتے وہ ننھی پری پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔۔فاحا کے لیے یہ سب ناقابلِ برداشت تھا۔اس کا دل، جو ابھی زندگی کی نرمیوں سے ہی واقف تھا، ایک پل میں بے یقینی، دکھ اور خوف کی آگ میں جھلس گیا۔وہ سسکیوں کے درمیان ہچکیوں سے روتی رہی، اس کے ننھے وجود پر یتیمی کا پہلا وار ہوا تھا، ایک ایسا زخم جو کبھی نہیں بھرنے والا تھا۔حنیٰ نے فوراً اسے اٹھایا اور وہاں سے دوڑ لگا دی، اس سے پہلے کہ کوئی ان پر دھیان دیتا، وہ وہاں سے غائب ہو چکا تھا۔اپنے ماں باپ کو مردہ حالت میں دیکھ

فاحا نے رو رو کر اپنی جان ہلکان کر دی تھی۔۔حنیٰ کے سینے سے لگی وہ کتنی دیر پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی۔۔اسے شدّت سے اپنے گھر والوں کی یاد آ رہی تھی۔۔رات تو جیسے تیسے اس نے بتالی مگر اب۔۔؟اب پوری زندگی کیسے جئے گی۔۔؟؟ابھی تو اسے اپنے ماں باپ سے ڈھیروں پیار لینا تھا،اپنے بھائی کے ساتھ کھیلنا تھا اور کئی باتیں کرنی تھیں۔۔کیا اب وہ اس بھری انجان دنیا میں اکیلی تھی۔۔؟؟کیا وہ بے آسرا اور یتیم ہو چکی تھی۔۔؟؟

حنیٰ جانتا تھا کہ اسے چپ کرانے کا کوئی فائدہ نہیں۔وہ خود بھی تو ایک دن اسی کرب سے گزرا تھا،جب یتیمی نے اسے آن گھیرا تھا۔وہ جانتا تھا کہ یہ درد لفظوں سے کم نہیں ہوتا،اسے سہنا پڑتا ہے،جھیلنا پڑتا ہے۔اس نے فاحا کو ایک پل کے لیے بھی خود سے جدا نہیں کیا،بس خاموشی سے اس کی پیٹھ تھپکتا،اس کے خوبصورت بال سہلاتا رہا۔

کتنے ہی گھنٹے وہ نازک پری ہلکان ہوتی رہی پھر آخر کو کمزوری کے باعث اپنے ہوش کھوتی حنیٰ کے بازوؤں پر ہی جھول گئی۔۔

حنیٰ فاحا کا نازک وجود گود میں بھرتا واپس گھر کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

صبح سے دوپہر کا دوسرا پہر چل رہا تھا لیکن فاحا ابھی تک ہوش میں نہیں آئی تھی۔ حنیٰ ایک کونے میں گھٹنوں میں سر دیے بیٹھا تھا۔ وہ کئی گھنٹوں سے بس اسے دیکھ رہا تھا، جیسے کوئی جواب تلاش کر رہا ہو۔

"اب کیا کرے گا وہ اس بچی کا۔۔؟ "یہ سوال اس کے ذہن میں بار بار گونج رہا تھا، جیسے کوئی بے رحم سچائی اسے جھنجوڑ رہی ہو۔

ساتھ رکھنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ وہ اپنی زندگی کی سختیوں سے بخوبی واقف تھا۔۔ ہر موڑ پر اس کے لیے موت گھات لگائے بیٹھی تھی۔ وہ ایک ایسی دنیا میں رہتا تھا

جہاں بھوک، خوف اور خطرہ ہر لمحہ اس کا پیچھا کرتے تھے۔ دن میں بمشکل ایک وقت کا کھانا نصیب ہوتا، اور کبھی وہ بھی نہیں۔

ایسی بے رحم زندگی میں وہ اس نازک، معصوم کلی کو کیسے سنبھالے گا؟ وہ جو خود ایک بکھرا ہوا وجود تھا، کسی اور کا سہارا کیسے بنے گا؟

"نہیں۔۔ہر گز نہیں۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

یہ سوچ جیسے اس کے دل پر کندہ ہو گئی۔ وہ اسے اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا تھا، یہ ممکن ہی نہیں تھا۔ جتنی جلدی ممکن ہو، اسے اس بچی کے لیے ایک محفوظ پناہ گاہ ڈھونڈنی تھی۔ کہیں ایسا ٹھکانہ جہاں یہ معصوم جان سکون سے جی سکے، جہاں بھوک، خوف اور موت کے سائے اس کے تعاقب میں نہ ہوں۔

فاحا نے دھیرے دھیرے اپنی آنکھیں کھولیں، پلکیں لرز رہی تھیں، جیسے صدمے کا بوجھ ابھی تک اس پر طاری تھا۔ گردن موڑ کر اس نے بائیں طرف کی سنسان دیوار کو تکتے ہوئے ایک پل کو خلا میں نظریں جمائیں، پھر آہستہ سے رخ دائیں جانب کیا، جہاں حنیٰ بے حس و حرکت، ٹانگوں کے گرد بازو حائل کیے، سر گھٹنوں میں دیے بیٹھا تھا۔ وہ خاموش تھی، مگر اس کے اندر ایک طوفان مچا ہوا تھا۔ اس نے اپنے ننھے ہاتھ اپنے سینے پر رکھے، اور آنسو ایک بار پھر خاموشی سے اس کی حسین سرمئی آنکھوں سے بہتے ہوئے تکیے کو بھگونے لگے۔ دکھ اتنا شدید تھا کہ لفظوں میں سمٹنا ممکن نہ تھا۔

حنیٰ کی نظریں بے شک فاحا پر جمی تھیں، مگر اس کا ذہن کہیں اور بھٹک رہا تھا، شاید ماضی کے کسی تاریک گوشے میں، جہاں وہ بھی کبھی یوں ہی تڑپا ہوگا۔ مگر فاحا کی ہچکیوں نے اسے یکدم حقیقت کی دنیا میں کھینچ لیا۔ وہ چونک کر سیدھا ہوا اور تیزی سے اس کے قریب ہوا۔

"ڈرے۔۔کیا ہوا؟ "وہ حسین لڑکا گھبراہٹ سے بولا،اس کے نازک، بھیگے گال پر اپنا بھاری ہاتھ رکھتے ہوئے، انگوٹھے سے اس کی نمی پونچھنے لگا۔

"مم۔۔میرے۔۔ماما پاپا اور ب۔۔بھیا کہاں چلے گئے؟ "فاحا کی آواز کانپ رہی تھی، ٹوٹے لفظوں میں بکھری بے بسی تھی۔" مم۔۔مجھے ان کے پاس جانا ہے۔۔"

اتنا کہتے ہی اس کی برداشت ختم ہو گئی،وہ بستر پر ہی لیٹے لیٹے آنکھیں میچ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، جیسے ضبط کی دیوار پوری طرح گر گئی ہو۔

وہ معصوم جان یوں تڑپ رہی تھی،اور حنیٰ کے لیے یہ منظر ناقابلِ برداشت ہو چکا تھا۔

"ڈرے۔۔۔پلیز رو نہیں۔۔صبر رکھو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

حنیٰ نے بے اختیار اسے بازوؤں میں بھرتے مضبوطی سے اپنے سینے سے لگا لیا، جیسے وہ اپنی حد میں رہتے ہوئے، اس کے ٹوٹے وجود کو جوڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"ح۔۔۔حنیٰ۔۔مم۔۔میرے مم۔۔ماماب۔۔باباکک۔۔کیوں چلے گئے۔۔۔کک۔۔کیا اب میں ان سے ک۔۔کبھی نہیں مل پاؤں گی۔۔؟؟"

وہ بری طرح ہچکیوں میں گم، ننھی مٹھیوں میں حنیٰ کی شرٹ کو جکڑتے ہوئے بے یقینی سے سوال کر رہی تھی، جیسے چاہتی ہو کہ کوئی اسے جھنجھوڑ کر بتائے کہ یہ سب خواب ہے، حقیقت نہیں۔

"دُر۔۔اس دنیا سے ہم سب نے ہی چلے جانا ہے۔۔"حنیٰ نے آہستگی سے اس کے سنہرے بالوں کو ماتھے سے پیچھے کیا، اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے دھیرے سے بولا۔" جب

ہم مریں گے، تب اپنے پیاروں سے مل پائیں گے۔۔ تم بھی ضرور ملو گی اپنے ماما بابا سے، کسی اور جہاں میں۔۔"

"ت۔۔تو۔۔میں بھی مر جاؤں گ۔۔گی؟"

فاحا نے آنکھیں پھیلائیں، اس کے لہجے میں خوف کے ساتھ ایک عجیب سی معصومیت تھی، جو سید ھادل پر وار کرتی تھی۔ حنیٰ کے ماتھے پر ایک شکن ابھری جیسے فاحا کے الفاظ مقابل کو ذرا برابر بھی پسند نہیں آئے تھے۔۔

"ہاں۔۔ مگر مقرر وقت پر۔"

اس نے سنجیدگی سے کہا، پھر ایک گہری سانس لیتے ہوئے فاحا کا چہرہ اپنے سینے میں چھپالیا، جیسے اسے ہر بری سوچ سے دور کرنا چاہتا ہو۔ ننھی پری حنیٰ کے سینے سے لپٹ کر سسکیاں بھرتی رہی، پھر آہستہ آہستہ اس کے ننھے بازو اس کی کمر کے گرد سختی سے بندھ گئے، جیسے وہ اپنی آخری پناہ یہی سمجھ بیٹھی ہو۔

کچھ دیر بعد، وہ معصوم جان دھیرے سے حنیٰ کے سینے سے اپنا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

"حنیٰ۔۔"!!

"کہو دُر۔۔"

حنیٰ نے نرمی سے اس کے بالوں کو کان کے پیچھے کیا اور محبت بھرے انداز میں پوچھا۔

"مم۔۔مجھے بھی مرنا ہے۔۔"

فاحا نے سادگی سے کہا، پھر معصومیت میں ڈوبی سسکی بھرتے ہوئے بولی،" کیا آپ مجھے ڈشوڈشو کر سکتے ہیں؟ مم۔۔مجھے اپنے ماما بابا پاس ج۔۔جانا ہے۔۔میں یہاں اکیلے نہیں رہنا چاہتی۔۔"

یہ معصومیت بھرے جملے حنیٰ کے سینے میں کسی خنجر کی مانند پیوست ہوئے تھے۔وہ پل بھر کو ساکت رہ گیا۔

"ڈرے۔۔۔خبر دار جو دوبارہ ایسی بات کی"!

اس کا لہجہ سخت تھا، مگر محبت اور پریشانی بھی اس میں شامل تھی۔" یہ بہت بری بات ہے، تمہیں میں تو کیا، کوئی بھی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ ڈشوڈشو تو بہت دور کی بات ہے"!

اس کی نم آنکھوں کو دیکھ حنیٰ نے گہری سانس لی، پھر نرمی سے کہا،" اور تم یہاں اکیلی کیوں نہیں رہ سکتیں؟ دیکھو، میں بھی تو اکیلا ہوں۔۔ میرے پاس بھی میرے ماما بابا نہیں ہیں۔۔ لیکن میں پھر بھی زندہ ہوں۔۔"

حنیٰ کا لہجہ جو ہمیشہ سنجیدگی، بیزاری اور چڑچڑے پن میں ڈوبا ہوتا تھا، آج اس میں صرف نرمی، محبت اور اپنائیت تھی۔

یہ بات بہت حیران کن تھی کہ وہ ہر احساس اور جذبے سے پاک شخص اتنی گہری اور سچی باتیں کر رہا تھا۔ وہ شخص، جو کسی کے مرنے اور جینے سے بے نیاز تھا، آج اس بچی کی آنکھوں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں آنسو دیکھ کر تڑپ اٹھا تھا۔جو کسی کو اپنے قریب نہ آنے دیتا، آج وہ ننھی پری کو اپنی گود میں بٹھا کر تسلی دے رہا تھا۔

کیا وہ بدل رہا تھا؟

یا پھر۔۔بدلنا اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا تھا؟

.________________________.

فاحا کھڑکی کی سیل پر بیٹھی کسی گہری سوچ میں گم تھی۔رات کی سیاہی اب نیلگوں روشنی میں ڈھلنے لگی تھی، جب اچانک دور دور سے اذانوں کی آوازیں فضا میں گونجنے لگیں۔وہ جیسے کسی خواب سے جاگی ہو۔اس کا خوبصورت چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا، مگر لبوں پر ایک

آسودہ سی مسکان تھی۔ ہاتھ سے آنکھیں صاف کیں اور گہری سانس لی۔ایک گہری رات کیسے گزری اسے کوئی خبر ہی نہ ہوئی۔آسمان نیلی چادر اوڑھنے لگا تھا۔نماز فجر پڑھنے کے لیے اٹھ کر کھڑی ہوتی کمرے سے باہر نکل کر باتھ روم تلاش کرنے لگی۔

کمرے کے باہر کوئی بھی علیحدہ باتھ روم نہیں تھا،سب کمروں کے اندر ہی بنے تھے۔وہ صحن میں جا کھڑی ہوئی، انگلیاں چٹخاتے ہوئے وضو کا سوچنے لگی۔اگر وہ کسی کمرے کے باتھ روم میں جاتی اور پیچھے سے کوئی آجاتا،تو یہی سمجھتا کہ وہ بغیر اجازت وہاں داخل ہوئی ہے۔گہری سانس لیتے ہوئے وہ واپس اسٹور روم میں گئی،پانی کا جگ اٹھایا اور وہیں باہر بیٹھ کر وضو کرنے لگی۔

اس کا قرآن پاک اور جائے نماز اس کے ساتھ تھی۔پاکستان سے نکلتے وقت وہ جانتی تھی کہ فرانس میں مسلمان کہاں اللہ کو یاد رکھتے ہیں؟ جائے نماز بچھا کر،اس نے اپنی بڑی سی چادر سر پر لی اور نماز کے لیے کھڑی ہو گئی۔نماز کے بعد،وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے خالی الذہنی

سے اپنی ہتھیلی کی لکیروں کو تکتی رہی۔اس کی سرمئی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹا اور ہتھیلی پر جا گرا۔پھر دوسرا۔۔اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ اپنے رب کے آگے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

——-------------------------——

سیاہ ٹراؤزر اور سیاہ بنیان، جس میں سے اس کی مضبوط، تراشیدہ جسامت نمایاں تھی۔ہاتھوں میں سیاہ گلوز، جو صرف کلائیوں اور انگوٹھے تک کا حصہ کور کیے ہوئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ حسین مگر بے رحم نوجوان پنچنگ بیگ پر پوری شدت سے مکے برسا رہا تھا۔پسینہ اس کے جسم سے بہہ رہا تھا، جھیل جیسی نیلی آنکھوں میں سرخی اور وحشت تھی، جبکہ سیاہ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی، جو ہمیشہ کی طرح اسے جاذبِ نظر بنا رہی تھی۔کئی لمحوں تک وہ وحشیانہ انداز میں پنچنگ بیگ پر مکے برساتا رہا، پھر ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹا۔

اس کے پیچھے ہوتے ہی ایک گارڈ فوراً آگے بڑھا اور پنچنگ بیگ کی زِپ کھول دی۔ زِپ کھولتے ہی ایک بے جان خون سے لت پت مردہ وجود پنچنگ بیگ میں سے نکلتا سیدھا اس گارڈ کے اوپر آ ڈھیر ہوا۔ گارڈ نے خاموشی سے اس مردہ جسم کو بازوؤں سے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے باہر لے گیا۔

دوسرا گارڈ فوراً ایک کانپتے، روتے بلکتے شخص کو گھسیٹ کر لایا۔

Clubb of Quality Content

"Excusez-moi...!!"

(معاف کردو مجھے)...!!

"Donne-moi la vie...!!"

(جان بخش دو میری(!!...

"Pourquoi opprimons-nous tous les pauvres?"

(تم سب ہم غریبوں پر ظلم کیوں کر رہے ہو؟)

وہ خوف سے تڑپ رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں التجا تھی، مگر وہاں رحم کی کوئی گنجائش نہ تھی۔

گارڈ نے اسے بھی زبردستی پنچنگ بیگ میں ڈالا اور زِپ بند کر دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ بے رحم شخص ایک بار پھر گلوز ٹائٹ کرتا آگے بڑھا اور پوری شدت سے مکے برسانے لگا۔

اس شخص کی دردناک چیخیں اس پورے ہال میں گونج رہی تھیں۔ خون کے قطرے پنچنگ بیگ سے ٹپکتے سیاہ زمین کو بھگو رہے تھے۔ کتنی ہی دیر تک وہ شخص اس پنچب بیگ پر مکے برساتا رہا۔۔ چیخیں تھم چکی تھیں۔ مگر وہ بے رحم شخص اب تک اپنی بے رحمی کی ساری حدیں پار کرتا مکے برساتا رہا۔ جیسے اس کے اندر کے اندھیرے کبھی ختم ہی نہ ہوں گے۔ اپنی بھڑاس نکالنے کے بعد گلوز کھینچ کر اتارتا وہیں پھینک کر گارڈ سے تولیہ لیتا اپنا چہرہ پونچھتے ہوئے ہال سے باہر نکلا۔۔

ہال سے باہر نکلتے ہی ایک گارڈ اس کے قریب آیا اور سر جھکا کر مؤدب لہجے میں بولا،

"بوس ڈینیل سر آئے ہیں۔"

اس نے رک کر گہری سانس لی، پھر سرد تاثرات کے ساتھ مختصر جواب دیا، "ہمم۔۔"

سنجیدگی سے کہتا وہ چلتا ہوا لاونج میں آ کر بیٹھا۔ جہاں ڈینیل پہلے سے بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ ایک خادم نے فوراً آگے بڑھتے اس کی انرجی ڈرنک اس کے ہاتھ میں تھمائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس مغرور شہزادے کو دیکھ وہ شخص احتراماً فوراً اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر عاجزی عیاں تھی، مگر سامنے کھڑے مغرور شہزادے نے محض سر کو ہلکا سا خم دینے پر اکتفا کیا۔

"Bonjour patron....!!"

(ہیلو بوس۔۔۔!!)

حیان سکندر کی سرد نیلی آنکھیں کسی بھی جذبے سے عاری تھیں۔اس نے اپنے ہاتھ میں موجود انرجی ڈرنک کا گھونٹ بھرا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"Quelle est la situation ?"

(کیا صورت حال ہے۔۔؟)

سامنے کھڑے شخص نے جھک کر ادب سے سر ہلایا اور واپس بیٹھ کر معلومات دینا شروع کی۔"نیوڈرگ کا سیمپل آچکا ہے بوس۔اس بار یہ ایک منفرد اور خاص قسم کا ڈرگ ہے۔"

حیان نے پلک جھپکائے بغیر سنا، پھر آرام سے ڈرنک کا ایک اور گھونٹ بھرتے ہوئے استفسار کیا،"ہمم۔۔خاص کیا ہے اس میں ؟"

"یہ ڈرگ پانی کے ذریعے پھیلنے کی خاصیت رکھتی ہے،اور سب سے خوفناک بات یہ ہے کہ اس کے اثرات کو جانچنا تقریباً ناممکن ہے۔یہ خون میں گھل کر بھی کوئی ایسا نشان نہیں چھوڑتی جس سے متاثرہ فرد کو نشہ آور کہا جاسکے۔"ڈینیل کے ہونٹوں پر ایک سفاک مسکراہٹ ابھری۔" اس ڈرگ کا 0.05 پارٹیکل بھی کسی کو موت کے دہانے پر پہنچا سکتا ہے،اور مجھے یقین ہے کہ یہ اب تک کا سب سے مہلک ڈرگ ثابت ہو گا۔"

حیان کی انگلیاں گلاس کے گرد سختی سے گرفت جما گئیں۔اس نے سوال کیا،

"پانی کیسے اس کے پھیلاؤ کا ذریعہ بنے گا؟"

ڈینیل کی آنکھوں میں شیطانیت جھلکنے لگی۔" یہ ڈرگ انسانی جسم میں پیاس کی شدت بڑھا دیتا ہے۔اگر متاثرہ شخص پانی نہ پیے تو وہ پیاس کی شدت سے مر جائے گا،اور اگر وہ پانی پیئے گا تو زہر اس کے جسم میں تیزی سے پھیلنے لگے گا۔پیاس اتنی بڑھ جائے گی کہ وہ پانی پیتا چلا جائے گا،یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھٹ جائے گا۔مطلب یہ کہ،دونوں صورتوں میں موت یقینی ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ڈینیل نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا،" یہ زہر نہیں،بلکہ ایک ایسی سزائے موت ہے جس میں شکار خود اپنی زندگی ختم کرتا ہے۔"

حیان نے سنجیدگی سے ایک لمحہ سوچا،پھر مختصر سا سوال کیا۔

"Solution....??"

ڈینیل فوراًایک چھوٹی سی شیشی نکال کر آگے بڑھا، جس میں نیلے رنگ کا مائع تھا۔" یہ اینٹی ڈوٹ ہے بوس"!

حیان نے وہ شیشی ہاتھ میں لے کر غور سے دیکھی، جیسے اس کی دہشت کو محسوس کر رہا ہو۔"ٹیسٹنگ کر چکے ہو اس کی؟"

ڈینیل نے سر جھکایا۔" نہیں بوس، میں چاہتا تھا کہ یہ تجربہ آپ کے سامنے کیا جائے۔"

حیان نے سنجیدگی سے سر ہلایا، اجازت ملتے ہی ڈینیل نے دروازے کے قریب کھڑے گارڈ کو اشارہ کیا۔ چند ہی لمحوں میں دو ہٹے کٹے، مگر خوف سے کانپتے آدمیوں کو گھسیٹ کر اس کے قدموں میں گرا دیا گیا۔

"بوس، یہ پہن لیں"!

ڈینیل نے جلدی سے ایک بیگ میں سے ماسک اور گلوز نکالے، جو حیان نے خاموشی سے پہن لیے۔ ڈینیل نے بھی وہی احتیاطی تدابیر اپنائیں، پھر ایک چھوٹی سی شیشی کھولی اور انگلی پر معمولی سا ڈرگ لے کر باری باری دونوں آدمیوں کی زبان پر لگا دیا۔

حیان سکندر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے، خاموشی سے یہ سب دیکھتا رہا۔

ڈرگ دینے کے بعد، ڈینیل نے گارڈز کو حکم دیا کہ دونوں آدمیوں کو علیحدہ علیحدہ کمروں میں قید کر دیا جائے۔ ایک کمرے میں پانی کا ذخیرہ تھا، جبکہ دوسرے میں پانی کا ایک قطرہ بھی موجود نہ تھا۔

"کتنا وقت لگے گا اس سب میں؟"

"عام طور پر تین دن کافی ہوں گے، مگر ہم ایک ہفتہ اس زہر کے اثرات کو آزما سکتے ہیں۔"

Clubb of Quality Content

حیان نے ایک لمحے کے لیے سوچا، پھر پر سکون انداز میں سر ہلا دیا۔ اپنے ماسک اور گلوز اتارتے ہوئے وہ کھڑا ہوا، جیسے اس تجربے سے اب مزید کوئی دلچسپی نہ ہو۔

"بوس، بار پر چلیں گے؟"

ڈینیل نے کھسیانی سی شکل بناتے استفسار کیا۔حیان نے گردن موڑتے اسے دیکھا۔اور اس کا دیکھنا ہی کافی تھا کہ ڈینیل فوراً اپنا ساز و سامان اٹھاتا وہاں سے چھو منتر ہوا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی حیان نے اپنی سیاہ بنیان اتار کر ایک طرف پھینکی۔وارڈروب کھول کر ایک تازہ شرٹ نکالی اور عالی شان باتھ روم میں داخل ہو گیا۔سخت سردی کے باوجود، وہ یخ ٹھنڈے پانی کے نیچے کھڑا رہا۔پانی اتنا برفیلا تھا کہ خون جمانے کے لیے کافی تھا، مگر اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔

باہر آکر آئینے کے سامنے کھڑا ہوا، بالوں میں انگلیاں پھیریں، اور چہرے پر پھیلی سنجیدگی کو آئینے میں دیکھنے لگا۔اس کی جھیل جیسی نیلی آنکھوں میں گہری خاموشی تھی۔اپنے اندر اٹھتا طوفان وہ کافی حد تک ٹھہرا چکا تھا۔

فاحا اپنے کمرے میں بیٹھی خاموشی سے کتاب کے اوراق پلٹ رہی تھی جب زیان اسے ڈھونڈتے ہوئے اوپر آیا۔

"فاحا۔۔فاحا۔۔کہاں ہو تم۔۔؟"

وہ کب سے ایک ایک کمرے میں جھانک رہا تھا، مگر فاحا سے کہیں نہ ملی۔زیان کی آوازیں سنتے ہی وہ دھیرے سے سٹور روم کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔

"زیان۔۔"

فاحا کی میٹھی آواز پر زیان نے فوراً پلٹ کر دیکھا۔ جیسے ہی اس نے فاحا کو سٹور روم سے نکلتے دیکھا،اس کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

"ف۔۔فاحا۔۔تم۔۔تم۔۔ سٹور روم میں کیا کر رہی تھی؟"

وہ جانتا تھا جواب کیا ہو گا، مگر شاید اپنے دل کو کسی تسلی کی تلاش تھی۔

"و۔۔وہ۔۔یہ میرا کمرہ ہے۔"شرمندگی سے نظریں جھکائے وہ مدھم آواز میں بولی۔

"ت۔۔تم۔۔تم اس سٹور روم کو اپنا کمرہ کہہ رہی ہو فاحا۔۔؟"

زیان کی آواز میں بے یقینی تھی، جبکہ فاحا خاموشی سے اپنی انگلیاں چٹخانے لگی۔زیان نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں اور بغیر کوئی اور بات کیے اس کا ہاتھ پکڑ کر نیچے کی طرف کھینچنے لگا۔

"ز۔۔زیان۔۔زیان۔۔پلیز چھوڑ دو۔۔"

فاحا کی ملتجی آواز بھی زیان کے اشتعال کو کم نہ کر سکی۔وہ اسے کھینچتے ہوئے سیدھا نیچے لے آیا، جہاں سب اہل خانہ ناشتہ کر رہے تھے۔

"امی۔۔۔امی۔۔"!!زیان کی دھاڑتی ہوئی آواز پر سب چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"کیا ہو گیا ہے زیان؟"

فضیلت بیگم نے ناگواری سے پوچھا، مگر زیان نے سیدھا ان کی آنکھوں میں دیکھا۔

"یہ آپ مجھے بتائیں گی کہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ نے فاحا کو سٹور روم میں سلایا؟"

زیان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو چکا تھا۔ نیلی نسیں ابھر آئی تھیں، جیسے ضبط کی آخری حد تک پہنچ چکا ہو۔ اس کے الفاظ پر اشتیاق احمد نے بے یقینی سے فضیلت بیگم کی طرف دیکھا، جو پل بھر میں رنگت کھو بیٹھی تھیں۔

"ک۔۔ کیا بکواس کر رہے ہو تم؟"

"بکواس نہیں، حقیقت بیان کر رہا ہوں۔آپ نے فاحا کو سٹور روم میں ٹھہرایا"!

زیان کی گرجدار آواز پر فاحا خوف سے سمٹ گئی۔اشتیاق احمد اپنی جگہ سے اٹھے اور سنجیدگی سے فاحا کی جانب بڑھے۔

"بتاؤ بیٹی، کیا زیان سچ کہہ رہا ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فاحا مزید خوفزدہ ہوتی اپنا سر جھکا گئی۔۔

"یہ۔۔یہ کیا بتائے گی؟ یہ خود ہی نخرے دکھاتی ہوئی وہاں گئی ہو گی۔میں نے تو اسے اچھے کمرے میں ہی ٹھہرایا تھا۔ب۔۔بول، خود گئی تھی یا میں نے بھجوایا تھا تجھے؟"

فضیلت بیگم نے تیزی سے کہا، آنکھوں میں ایسی وارننگ تھی کے فاحاناں کر کے دکھائے۔

"بتاؤ بیٹی۔۔"اشتیاق احمد کی نرم آواز میں سختی کا عنصر شامل ہو چکا تھا۔

"م۔۔ماموجان، میں خود سٹور روم میں رکی تھی۔مجھے وہاں اچھا لگ رہا تھا، اس لیے۔۔"

"فاحا! تم جھوٹ مت بولو۔ تمہیں اندھیرے سے ڈر لگتا ہے۔ تم اس گندے، بند سٹور روم میں کیسے رہ سکتی ہو؟ "زیان کی آواز میں بے یقینی اور غصے کا امتزاج تھا۔

"زیان، تب میں چھوٹی تھی، مگر اب میں اندھیروں سے مانوس ہو چکی ہوں۔ اب مجھے اندھیروں سے خوف نہیں آتا، اور وہ کمرہ میرے لیے بالکل ٹھیک ہے۔ ویسے بھی میں اسے صاف کر چکی ہوں۔"

وہ نظریں جھکائے مدھم مگر سنجیدہ لہجے میں بولی۔ مگر زیان جانتا تھا کہ یہ سب جھوٹ تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ فاحا اندھیروں سے شدید خوفزدہ ہوتی تھی۔ نورا، جواب تک خاموشی سے دیکھ رہی تھی، اچانک کچھ بولنے کو ہوئی، مگر پلوشہ نے اس کا ہاتھ سختی سے دبوچ لیا۔ نورا وہ واحد شخص تھی جو جانتی تھی کہ فضیلت بیگم نے ہی فاحا کو سٹور روم میں بھیجا تھا۔

"میں اس وقت ساتھ ہی تھی امی کے۔ یہ لڑکی خود ہی نخرے دکھاتی ہوئی سٹور روم میں گئی تھی۔ ہم نے اسے کچھ نہیں کہا۔ اب تم سب بیٹھ کر ناشتہ کرو، فضول میں کھانے کو حرام کر رہے ہو۔"

پلوشہ نے فاحا کو نخوت بھری نظر سے دیکھتے ہوئے کہا اور دوبارہ ناشتہ کرنے لگی، جبکہ نورا کا نازک ہاتھ اب بھی اس کی سخت گرفت میں تھا۔

"ٹھیک ہے، بعد میں اس معاملے کو دیکھیں گے۔پہلے ناشتہ کرو۔"

اشتیاق احمد نے نرمی سے فاحا کو اپنے ساتھ بٹھایا، جبکہ زیان کی نظریں مسلسل فاحا کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

وقت گزرتا گیا، مگر فاحا نے اب تک کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔وہ اپنی خالی پلیٹ کو دیکھتے اپنے ناخنوں کو گھور رہی تھی۔زیان نے صبر کا گھونٹ بھرتے ہوئے دو بریڈ سلائس اس کی پلیٹ میں رکھے اور آملیٹ اور جیم اس کے قریب کر دیا۔فاحا جو اپنی ہی سوچوں میں گم تھی، چونک کر زیان کی طرف دیکھنے لگی۔وہ سنجیدہ چہرے کے ساتھ نتھنے پھلا کر اسے کھانے کا اشارہ کر رہا تھا۔فاحا خاموشی سے سر جھکائے چڑیا کی طرح چھوٹے چھوٹے نوالے لیتی اپنا

ناشتہ کر رہی تھی جب پلوشہ اٹھ کر کھڑی ہوتی اپنا بیگ لیے یونیورسٹی کے لیے نکل گئی۔اس کے پیچھے ہی ایک ایک کرتے اب سب ڈائننگ ٹیبل سے اٹھتے اپنے اپنے کاموں کے لیے جا چکے تھے۔۔

زیان وہاں بے وجہ تب تک بیٹھا رہا جب تک کہ فاحا نے اچھے سے ناشتہ نہیں کر لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

فاحا کے ناشتہ ختم کرتے ہی زیان کرسی چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"یونیورسٹی سے آکر میں تم سے بات کروں گا۔۔تب تک، اگر چاہو تو میرے کمرے میں رہ سکتی ہو، مگر خبردار جو دوبارہ سٹور روم میں قدم رکھا "! یہ کہہ کر وہ پلٹا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

فاحا کچھ دیر خاموشی سے کھڑی زیان کی باتوں پر غور کرتی رہی، پھر جیسے اپنے خیالات کو جھٹک کر برتن سمیٹے اور کچن کی طرف چل دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

پلیٹس اٹھائے وہ کچن میں داخل ہوئی تھی، جب اس کی پلیٹس کسی کے پیٹ سے ٹکرائیں۔ ایک پل کے لیے وہ چونکی، اور پھر اپنی کانچ جیسی سرمئی آنکھیں اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔فضیلت بیگم چہرے پر سخت تیوریاں سجائے کھڑی تھیں، نظریں غصے سے سلگ رہی تھیں۔

"کیا بکواس کی ہے تُو نے میرے بیٹے سے؟ "وہ غرائیں، " تجھ پر یہاں ظلم ہوتے ہیں؟ سٹور روم میں ٹھہرایا ہے تجھے؟ ہاں، بول"!

فاحا ابھی کچھ کہہ بھی نہ پائی تھی کہ فضیلت بیگم نے ٹرے سائیڈ پر پٹختے اس کے لائٹ گولڈن بال مٹھی میں جکڑ لیے۔

"نن۔۔نہیں۔۔م، مامی۔۔میں نے ا۔ایسا کچھ نہیں کہا زیان کو۔۔"

فضیلت بیگم نے بال مزید کھینچتے ہوئے چیخ کر کہا،" خبر دار! خبر دار جو میرے بیٹے سے ہمدردیاں بٹوریں یا اس کے آگے پیچھے بھنبھناتی نظر آئی "!

"بچپن بھول بیٹھی ہے؟ تو تجھے یاد دلاؤں؟ اپنے ماں باپ کا حال یاد ہے نا؟"

فاحا کی آنکھوں میں ایک لمحے میں آنسو بھر آئے۔ برسوں پرانے زخم کسی کھلی کتاب کی طرح ذہن میں پلٹنے لگے۔ اس کے ہاتھ پیر لرزنے لگے، ماتھے پر پسینے کی ننھی بوندیں چمکنے لگیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچن میں موجود ملازمائیں چپ چاپ کھڑی تھیں۔ فضیلت بیگم نے ان پر کڑک دار نظر ڈالی، " چلو، دفع ہو جاؤ یہاں سے! آج کے بعد کچن کا سارا کام یہ منحوس کرے گی"!

"بی بی جی۔۔م، مگر صاحب۔۔ "ایک نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں کو یہاں تمہارے صاحب نے نہیں، میں نے رکھا ہے! تنخواہ مجھ سے لیتی ہو، چلو دفع ہو جاؤ یہاں سے"!

ملازمائیں خاموشی سے سر جھکائے وہاں سے چلی گئیں۔

فضیلت بیگم نے نخوت سے فاحا کو گھورا،" چل ادھر آ تو۔۔یہ سوچ اپنے ذہن سے نکال دے کے تجھے یہاں مفتے کا کپڑا کھانا ملے گا۔۔پورا دن کام کر کے تجھ سے اپنے شوہر کا حق حلال کا پیسا وصولوں گی۔۔ سمجھی تو۔۔

چل اب جلدی لگ جا کام پہ۔۔پہلے پورا کچن چمکا پھر کھانا بنا۔۔؟"

یہ کہہ کر وہ استحقاق بھری نظر ڈالتی ہوئی کچن سے باہر نکل گئی۔

فاحا کی پلکوں پر ٹھہرے آنسو برسنے کو بے تاب تھے، مگر وہ جانتی تھی، اسے کمزور نہیں پڑنا۔ وہ ایک مضبوط لڑکی تھی، جس نے ہر درد کو صبر کے ساتھ سہنا تھا۔اس نے گہرے سانس لیے، اپنے آنسو اندر دھکیلے، اور برتن دھونے لگی۔پانی برف کی مانند یخ تھا، مسلسل برتن دھوتے اس کے نازک ہاتھ نیلے پڑنے لگے۔فضیلت بیگم نے گرم پانی تک بند کروا دیا تھا۔

"فاحا۔۔اری او۔۔ منحوس۔۔۔"!!

فضیلت بیگم کی دھاڑ سن کر وہ چونک گئی۔جلدی سے چولہے کی آنچ دھیمی کی، اپنے اپرن پر ہاتھ صاف کرتے باہر نکلی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ج۔جی مامی جان؟"

چٹاخ!

ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر پڑا۔

"کہاں مری ہوئی تھی؟ تیری نوکر بیٹھی ہوں جو چیختی رہوں گی؟"

فاحا نے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا لیا، ناخنوں سے سرخ پڑے گال کو آہستہ سے کھرچنے لگی، جیسے جلن کم کرنے کی ناکام کوشش کر رہی ہو۔ پلکیں جھپک جھپک کر اس نے آنسو اندر دھکیل دیے، نظریں جھکا کر خاموش کھڑی رہی۔

"جا،اپنی منحوس شکل لے جااور میرے لیے انار کا جوس نکال کرلا! یادرہے،ایک بوند بھی ضائع نہ ہو"!

"ج۔۔جی۔۔ "فاحا جلدی سے سر ہلاتی کچن کی طرف بھاگی۔

اس نے جلدی سے جوس تیار کیااور فضیلت بیگم کے ہاتھ میں تھمایا،جو صوفے پر نیم دراز ہو کرڈرامہ دیکھ رہی تھیں۔

چٹاخ!

ایک اور تھپڑ۔

"یہ کیسا جوس بنا کر لائی ہے؟ اپنے جیسا پھیکا؟ جا، دفع ہو اور اس میں کالا نمک ڈال کر لا "!

فاحا نے کانپتے ہاتھوں سے گلاس اٹھایا اور تیزی سے کچن میں واپس آئی۔ اس کی کانچ جیسی آنکھوں سے آنسو خاموشی سے ٹپکنے لگے۔

چمچ ہنڈیا میں چلاتے ہوئے وہ ایک بار پھر گہری سوچوں میں کھو گئی۔ ماضی کے زخم، حال کی بے بسی۔۔ سب ایک ساتھ ذہن میں ہلچل مچا رہے تھے۔ آنسو اب بھی اس کی آنکھوں سے بے آواز بہہ رہے تھے، مگر وہ جانتی تھی، اسے کمزور نہیں پڑنا۔۔ وہ کمزور نہیں پڑ سکتی تھی۔

جاری ہے۔۔۔!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842